© rasailojaraid.com

میاں نعیم الرحمٰن طاہر

محمد اسحاق بھٹی

3،4۔اپریل 1955ء کو مرکزی جمعیت اہل حدیث کی دوسری سالانہ کانفرنس لائل پور (موجودہ فیصل آباد) میں بہ صدارت مولانا اسماعیل غزنوی منعقد ہوئی۔ انعقادِ کانفرنس سے ایک روز قبل 2۔اپریل کو عیدگاہ میں جہاں کانفرنس منعقد ہونا قرار پائی تھی، ایک صاحب کو دیکھا میانہ قد، سرخی مائل گندمی رنگ، متناسب اعضا، لبوں پر مسکراہٹ، نیکی اور شرافت چہرے پر عیاں، تراش خراش سے محفوظ سیاہ داڑھی، سر پر قراقلی ٹوپی۔ میاں والی اور سرگودھا کے انداز کی پیچھے سے کٹ والی شیروانی اور سفید لٹھے کی شلوار پہنے ہوئے۔ نرم لہجہ اور میٹھا اسلوبِ کلام۔ اس وقت ان کا تعلق حاجی محمد اسحاق حنیف سے تھا اور انہی سے بات چیت کا سلسلہ جاری تھا۔ پتا چلا کہ ان کا نام میاں فضل حق ہے اور حافظ آباد کے رہنے والے ہیں۔ یہ میاں صاحب سے میرا پہلا تعارف تھا۔

اسی کانفرنس کے موقع پر 4۔اپریل کو جامعہ سلفیہ کی بنیاد رکھی گئی اور جن حضرات نے جامعہ کی بنیادی اینٹ رکھی، وہ تھے میر حکیم نورالدین، صوفی عبداللہ اور میاں محمد باقر۔! حکیم صاحب کا تعلق سکونت فیصل آباد شہر سے تھا، صوفی صاحب کا اوڈاں والا ضلع فیصل آباد سے اور میاں صاحب کا اسی ضلع کے ایک گاؤں چک نمبر 427 گ ب جھوک دادو سے۔!!

پھر ایک وقت آیا کہ جن حضرات نے جامعہ سلفیہ کی سب سے زیادہ مالی مدد کی ان میں میاں فضل حق کا نام نمایاں تھا۔ ابتدا میں جامعہ سلفیہ کمیٹی کے دس ارکان تھے اور کمیٹی کے صدر مولانا سید محمد داؤد غزنوی تھے۔ باقی نو رکن تھے مولانا محمد اسماعیل سلفی، مولانا محمد حنیف ندوی، میاں عبدالمجید، مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، مولانا محمد صدیق، مولانا عبیداللہ احرار، میاں فضل حق، مولانا محمد اسحاق چیمہ اور حاجی محمد اسحاق حنیف۔ بعدازاں 1961ء میں میاں فضل حق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کواس کمیٹی کے صدر بنا دیا گیا تھا۔ میاں صاحب نے جامعہ کی تعمیر و ترقی کے لیے بے حد خدمات سرانجام دیں۔ انھوں نے بہت اچھا کام یہ کیا کہ اس کی دیکھ بھال اور مالی امداد کے لیے ایک ٹرسٹ قائم کر دیا، جس میں شہر کے اصحاب ثروت ارکان کو شامل کیا گیا۔ میاں صاحب اس ٹرسٹ کے صدر تھے۔

میاں صاحب نے 12۔جنوری 1996ء (20۔شعبان 1416ھ) کو وفات پائی اور اپنے پیچھے نرینہ اولاد دو بیٹے چھوڑے میاں عطاء الرحمٰن طارق اور میاں نعیم الرحمٰن طاہر۔

میاں صاحب کی وفات کے بعد میاں نعیم الرحمٰن طاہر کو جامعہ سلفیہ ٹرسٹ کے صدر منتخب کیا گیا۔ ان دونوں بھائیوں نے جماعتی معاملات بالخصوص جامعہ سلفیہ کی ترقی میں بے حد دلچسپی لی۔ میاں نعیم الرحمٰن کے بارے میں تو کہنا چاہیے کہ انھوں نے اپنے آپ کو جامعہ کے لیے وقف کر دیا تھا اور وہ اس سلسلے میں باپ سے بھی آگے بڑھ گئے۔ کئی ایکڑ زمین فیصل آباد میں خریدی گئی اور اس کی جدید انداز کی تعمیر ہوئی۔ علاوہ ازیں جامعہ سلفیہ کی پرانی بلڈنگ منہدم کر کے نئی وسیع بلڈنگ تعمیر کی گئی۔ جامعہ کے احاطے میں مسجد بھی نئی بنائی گئی اور اسے وسیع بھی کیا گیا۔

میاں نعیم الرحمٰن کی ولادت 1960ء کے لگ بھگ ہوئی۔ 1968ء میں پرائمری پاس کر کے لاہور کے سنٹرل ماڈل سکول داخلہ لیا اور میٹرک کا امتحان دیا۔ بعد ازاں ایف۔سی کالج میں ایف اے کیا۔ پھر بی اے کا امتحان دے کر کاروبار میں مشغول ہو گئے۔

یہ ان کی بھری جوانی کا زمانہ تھا۔ پورا قد، چوڑا بشرہ، گداز بدن، داڑھی مونچھ صاف، بہترین لباس اور شیریں کلام۔ اس کے بعد جیسے جیسے جامعہ اور جماعت سے قرب بڑھتا گیا چہرہ بالوں سے آشنا ہوتا گیا۔ پھر ایک وقت آیا کہ چہرے کے پورے رقبے پر داڑھی نے قبضہ کر لیا۔

پھر اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ اس خوب رو اور باہمت شخص کو بیماری نے اپنی گرفت میں لے لیا اور یہ گرفت روز بہ روز سخت ہوتی گئی۔ بہت علاج کرائے اور بڑے بڑے معالجوں سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رابطہ قائم کیا۔ لیکن بیماری کی گرفت ڈھیلی نہ پڑی۔ اللہ نے اس شخص کو صبر و ضبط سے خوب نوازا تھا۔ جب بھی ملاقات ہوئی، اللہ کا شکر ادا کیا اور کسی قسم کے شکوہ و شکایت سے زبان آلودہ نہ ہوئی۔

پھر اس زندہ دل اور باہمت خادمِ جماعت کو 27۔فروری 2011ء کو سیالکوٹ میں جماعتی انتخابات کے موقعے پر اس حالت میں دیکھا کہ وہیل چیئر پر انھیں سٹیج کے قریب لایا گیا۔ وہ سر سیدھا کرتے تھے، لیکن سر فوراً ایک طرف کو جھک جاتا تھا۔ ایک منٹ کے لیے بھی اس میں قرار نہ تھا۔ چند منٹ وہ اسی طرح بیٹھے رہے۔ کوئی لفظ ان کی زبان سے نہیں نکلا۔ جو شخص انھیں لے کر آیا تھا، وہی وہیل چیئر پر واپس لے گیا۔ یہ دردناک حالت دیکھ کر ان کی گزشتہ پوری زندگی کا سراپا سامنے آ گیا اور ان کی صحت اور جوانی کا زمانہ آنکھوں میں گھومنے لگا۔

وہ اہلِ علم کے قدردان تھے۔ جامعہ سلفیہ کی ترقی ان کا اصل مقصدِ حیات تھا، جامعہ کے اساتذہ اور طلبا سے انھیں دلی لگاؤ تھا۔ اپنے گھریلو ملازموں سے بھی انھیں پیار تھا۔ وہ امارت کی فضا میں زندگی بسر کرتے تھے، لیکن کمزور اور غریب کی مدد کو اپنے لیے ضروری قرار دیتے تھے۔

ان کی نرینہ اولاد ایک ہی بیٹا ہے، جس کا نام انھوں نے فضل حق ثانی رکھا ہے۔ بیٹے کے لیے ہمیشہ دعا کی درخواست کی اور اس تمنا کا اظہار کیا کہ خدمتِ دین و مسلک میں اللہ اسے میاں فضل حق کے اوصاف عطا فرمائے۔

وہ اس دنیائے فانی سے رخصت ہو گئے۔ ہمیں یقین ہے بارگاہِ الٰہی میں ان کی حسنات کو اہمیت دی گئی ہو گی اور انھیں جنت میں داخل کر دیا گیا ہو گا۔

اللہ سے عاجزانہ دعا ہے کہ ان کا بیٹا اسم بامسمّٰی یعنی فضل حق ثانی ثابت ہو اور اعمالِ خیر میں ہمیشہ باپ دادا کے نقشِ قدم پر چلتا رہے۔

☆☆☆☆☆☆

© rasailojaraid.com